شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

کے

سلسلہ اشاعت نمبر 5

مرثیہ گنگوہی پر اعتراضات

کا مختصر جائزہ

مؤلف:

مناظر اہلسنت فاتح رضاخانیت حضرت علامہ مولانا

رب نواز حنفی

صاحب دامت برکاتہم

جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ

عرض ناشر

فقیہ الہند آسمان ہدایت کے چراغ محدث اعظم ہند تحریک آزادی کے عظیم مجاہد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے علوم وافکار سے برصغیر پاک وہند ہی منور نہیں بلکہ عرب و عجم بھی روشن ہیں ان کا انتقال پر ملام موت العالم موت العالم کا سو فیصد مصداق ہے۔
انکے انتقال سے پورے عالم اسلام پر سوگواری کا طاری ہونا ایک ضروری امر تھا کسی پیر ومرشد و استاد کے جدا ہونے پر ایک مرید اور شاگرد پر کیا بیتتی ہے اور کسی روحانی والد کے فراق پر کیا دکھ ہوتا ہے اس کا احساس ایک لائق اور فرمانبردار روحانی فرزند کو ہی ہوتا ہے۔
شیخ الہند شیخ العرب والعجم مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی جانشین ہی کہا جا سکتا ہے نے اس موقع پر حضرت کے فراق میں درد سے چور ہو کر چند اشعار کہے جسے ناشر نے مرثیہ گنگوہی کے نام سے شائع کیا۔
اس رسالے میں کوئی قابل مواخذہ بات نہیں تھی لیکن چونکہ رضاخانی فرقہ (جسے ہری عینک لگی ہوئی ہے اور ہر چیز ہری نظر آتی ہے) نے اپنے چیف گرو رضاخان بریلوی قارونی کی طرف سے ترکہ میں ملی ہوئی علماء حق کے کلام میں عیب جوئی اور غلط نکتہ چینی کو اپنا پدری حق سمجھا ہوا ہے لہٰذا ان کی جہالت اور ضد وعناد کا تختہ مشق یہ مرثیہ گنگوہی بھی بنا اور علمائے اسلام کے خلاف لکھی جانے والی قریباً اپنی ہر شر انگیز کتاب میں اس مرثیہ کے اشعار پر دل کھول کر سب وشتم کیا گیا۔ اللہ پاک ترجمان مسلک اہلسنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاری ربنواز حنفی صاحب (کراچی) کے علم و عمر میں برکت دے کہ انہوں نے اپنے ہفتہ وار درس میں ایک ہی مجلس میں ان تمام اعتراضات کے باطل شکن اور منہ توڑ جواب کو بیان کر کے ان اعتراضات کو رد فرما دیا۔ اللہ پاک نے راقم الحروف کو توفیق عطا فرمائی کہ اس تقریر کو قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کر سکا اور اب ان کی اجازت سے افادہ عام کیلئے اسے تحریری شکل میں اہلحق کے عظیم اشاعتی ادارے ''جمعیت اہل السنت والجماعت'' کے زیر اہتمام شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ پاک اس رسالے کو میرے اور قاری صاحب کیلئے ذخیرہ آخرت اور عوام کیلئے نافع بنائے۔ آمین

ساجد خان نقشبندی
ناظم شعبہ نشر واشاعت جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ
۱۷ صفر ۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پہلا اعتراض: خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے

میرے مولی میرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۹)

مربی تو رب ہے اس شعر میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مربی کہا گویا تم اپنے بڑوں کو رب العالمین سمجھتے ہو (معاذ اللہ)۔

جواب: افسوس کہ رضا خانی حضرات اس شعر پر اعتراض کرنے سے پہلے کسی اچھے سے پرائمری اسکول میں اردو پڑھ کر وہاں پڑھ لیتے کہ اردو محاوروں میں "مربی" کا لفظ کن کن معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تو انھیں اس شعر پر اس طرح کے جاہلانہ اعتراض ہرگز نہ سوجھتے۔ قریبا تمام اردو لغات میں مربی کا معنی "مہذب بنانا"، پرورش کرنا، کسی سے حسن سلوک کرنا، سرپرست، اس کی روحانی یا جسمانی تربیت کرنا کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مربی اس معنی میں کہا جا رہا ہے کہ آپ ہمارے سرپرست تھے اور ہماری باطنی اور روحانی تربیت آپ ہی نے انجام دی گویا آپ ہمارے مربی یعنی تربیت کرنے والے تھے۔ قرآن پاک کی آیت وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (پارہ ۱۵ بنی اسرائیل ۲۴) کا ترجمہ احمد رضا خان یوں کرتا ہے کہ "اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

یہاں ماں باپ کیلئے "رب" کا لفظ خود قرآن کریم میں استعمال ہوا اور اس کا معنی احمد رضا خان نے پرورش، پالنے کے کئے پس یہی معنی شعر میں مربی کا ہے۔

مخلوق کیلئے مربی کا لفظ استعمال کرنے پر بریلوی اکابرین کے حوالے

پہلا حوالہ: مفتی احمد یار گجراتی سورہ یوسف آیت ۴۱ میں ربک کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو رب کہہ سکتے ہیں یعنی مربی اور پرورش کرنے والا۔

﴿نور العرفان، ص ۳۸۹﴾

دوسرا حوالہ: اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کی تفسیر میں احمد یار گجراتی

Scanned by CamScanner

لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ انہ کی ضمیر عزیز مصر کی طرف لوٹتی ہے اور رب بمعنی مربی ہے،
قرآن کریم نے پرورش کرنے والوں کو کئی جگہ رب فرمایا ہے۔

﴿نور العرفان، ص ۳۸۶﴾

تیسرا حوالہ: قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔۔
خدا کی پناہ وہ میرا مربی ہے اس کے مجھ پر احسانات ہیں ایسی حرکت ظلم ہے
اور ظالم کامیاب نہیں۔

﴿جاء الحق، ص ۴۴۶، ضیاء القرآن پبلیکیشنز﴾

چوتھا حوالہ: یہی محدث اعظم ہند الحاج الشاہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں آج میں آپ کو جگ بیتی نہیں بلکہ آپ بیتی سنا رہا ہوں کہ
جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے
کارانتہا۔۔۔الخ

﴿تجلیات امام احمد رضا ص ۶۱، برکاتی پبلیکیشنز کراچی﴾

پانچواں حوالہ: اس وقت حنفیہ کا مربی و معاون میاں فضل الٰہی تھا۔

﴿ملفوظات مہریہ ص ۲۸، گولڑہ شریف اسلام آباد﴾

چھٹا حوالہ: لیکن ترتیب اور نتائج دیکھنے کے بعد فوراً مربی پر نظر پڑ جاتی ہے کہ ایسی تربیت
اور ایسے نتائج کا مربی اور پھلتے پھولتے باغ کا مالی کون ہے اس لئے
تیسرے حصہ میں مربی یعنی حضرت قبلہ عالم مرشد علیہ الرحمۃ کے عادات و
اخلاق، اوصاف و کمالات کا تفصیلاً ذکر ہوگا۔

﴿انقلاب حقیقت، ص ۷، از صاحبزادہ عمر بیربل شریف، ادارہ تصوف بیربل شریف﴾

ساتواں حوالہ: اس وقت صرف اپنے مربی اور محسن کی یاد نے مجھے بے اختیار کر دیا۔

﴿انقلاب حقیقت ص ۴﴾

یہاں مربی سے مصنف کی مراد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحب ہیں۔

آٹھواں حوالہ: مربی کے سینے کے انوار مرید کے سینے میں ارادہ سے اور بے ارادہ
آتے ہیں۔ ﴿انقلاب حقیقت ص ۱۹﴾

نواں حوالہ: جو نصف خام حالت میں اپنے مربی درخت سے الگ ہو کر بازار
میں بکنے جاتے ہیں ﴿انقلاب حقیقت ص ۲۴۸﴾

دسواں حوالہ: بریلویوں کے نام نہاد مناظر مفتی حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ:

مربی پالنے والے کو کہتے ہیں اور حقیقی رب، اللہ تعالی ہے اور مجازی ہر وہ شخص کہ جو روزی وغیرہ کا ذریعہ ہوتا ہے۔۔۔۔حضرت یوسف علیہ السلام بولے اللہ کی پناہ وہ عزیز مصر تو میرا رب ''پالنے والا'' ہے۔

﴿آزر کون تھا؟ ص ۵۸، ۵۹ اسلامک بک کارپوریشن﴾

تلک عشرۃ کاملۃ

اب ہم رضاخانی حضرات سے صرف یہی درخواست کریں گے کہ اگر آپ کے اندر واقعی انصاف و دیانت کا مادہ ہے تو اپنے اعتراض سے ہرگز رجوع نہ کریں بلکہ جتنی کتابیں آپ نے مرثیہ کے اس شعر پر اعتراض کرنے میں سیاہ کی اتنی نہیں تو کم سے کم ایک کتاب اپنے ان اکابرین کے مندرجہ بالا حوالہ جات پر بھی لکھ دیں اور برملا اس بات کا اعلان کریں کہ ہمارے ان بڑوں نے بھی اپنے پیروں کو رب اور مربی کہا جو کہ صرف رب العالمین کی صفت ہے لہذا یہ رب کے گستاخ خدا کے نافرمان ہیں ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا اعتراض: پھریں تھے کعبہ میں پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

اس شعر میں حضرت گنگوہی کو کعبہ کہا گیا گویا تم حج پر جا کر بھی اپنے پیر کا طواف کرتے ہو اور اس کی طرف منہ کر نے نماز پڑھتے ہو۔(العیاذ باللہ)

جواب: اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم فریضہ حج ادا کرنے گئے تو روانگی سے قبل ہمارے شیخ ومرشد کامل حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب تربیت فرمائی تھی کہ حج کے تمام ارکان کو سنت رسول ﷺ کے مطابق ادا کرنا تا کہ حق تعالی شانہ تمہیں حج مبرور کا ثواب عطا فرمائے اور حج مبرور کا ثواب تب ملے گا جب حج کے تمام ارکان سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کیے گئے ہوں گے۔تو ہم نے جب وہاں جا کر مقامات مقدسہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ارکان کو ادا کیا تو ہمیں اپنے مرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی کہ انھوں نے اسی طرح حج کی ادائیگی کی تعلیم فرمائی تھی۔بریلوی ذرا اپنے گھر کی خبر لیں:

احمد رضا خان کا حوالہ:

''بیعت کے معنی بک جانے کے سبع سنابل شریف میں ہے کہ ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا جلاد نے تلوار کھینچی یا اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کی طرف منہ کر لیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا''۔

﴿ملفوظات، حصہ دوم، ص ۱۸۹، فرید بک سٹال لاہور﴾

بریلوی حضرات اپنے اعلحضرت کے اس ملفوظ کی روشنی میں مرثیہ کے شعر کو خوب اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا کہ کعبہ جو قبلہ اجسام تھا وہاں گئے اور حاضری کا حق ادا کیا اس کے بعد اپنے سینے میں جو عرفانی ذوق اور روحانی شوق کے شعلے بھڑک رہے تھے اس کیلئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کو مبذول کیا۔

احمد رضا خان کو قبلہ و کعبہ کہنا

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو
عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صورت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

﴿مدائح اعلحضرت مع نغمۃ الروح، ص ۳۰، رضوی کتب خانہ بریلی شریف، اشاعت اول﴾

سبع سنابل کا حوالہ:

''ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں کعبہ مبارکہ میں حاضر تھے آدھی رات کا وقت تھا اور کعبہ معظمہ آپ کو نظر نہ آتا تھا۔ عرض کیا یا الٰہی کعبہ نظر نہیں آیا۔ ارشاد ہوا کہ کعبہ شیخ نصیر الدین محمود کے طواف کیلئے دہلی گیا ہوا ہے۔ آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ سبحان اللہ میں تو کعبہ کے طواف کو

آؤں اور کعبہ تو ان کے طواف کو جائے، لہذا کعبہ بھی ہے کہ جس کعبہ بھی
انہی کے طواف کو جاؤں چنانچہ آپ اس جگہ سے نکل پڑے۔

(تذکرہ غوثیہ ص ۱۲۳ مطبوعہ ...)

بریلویوں کو دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے جہاں حج چھوڑ کر اور کعبہ کو چھوڑ کر اپنے پیروں کے طواف کئے جاتے ہیں۔

تیسرا اعتراض: مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم
(مرثیہ ص ۳۳)

دیکھو یہاں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تشبیہ دیا جا رہا ہے کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ)

جواب: افسوس کہ رضا خانی اعتراض کرنے سے پہلے اردو محاورات اور تشبیہات کو ہی اچھی طرح سمجھ لیتے جس شخص کو عربی اردو محاورات کا تھوڑا بھی علم ہو وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ موت و حیات کے الفاظ ہدایت اور گمراہی ترقی و پستی کیلئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ (سورۃ الانفال آیت ۴۲)

تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔ اس آیت میں موت و حیات سے مراد ہدایت و گمراہی ہے۔ ہم لوگ اپنے محاورے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں کہ فلاں قوم مردہ ہے فلاں قوم کے پاس ترقی زندہ ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ قوم پستی میں ہے اور بالکل مردوں کی طرح ہو گئی ہے اور وہ قوم زندہ ہے ترقی کی حالت میں ہے۔ تو اس شعر کا مطلب بھی یہی ہے کہ بدعت سے وہ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے اپنی زندگی برباد کر چکے تھے اور ان میں ایمان کا نور مردہ ہو چکا تھا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پستی سے نکالا اور دوبارہ ان کو زندہ کیا اور ان کو گمراہی کی موت سے نکال کر ہدایت کی زندگی کی طرف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا حقیقی تھا

ہے مگر کاش کہ نبی کریم ﷺ کے اس ادنی امتی کی کرامت (جو اصل نبی ہی کا معجزہ ہوتا ہے) بھی دیکھ لیتے جو گمراہی میں پڑے لوگوں کو ہدایت کی روشنی دکھا کر دوبارہ زندہ کر رہا ہے۔ اس میں تقابل یا توہین ہرگز نہیں۔

بریلوی ذرا اپنے گھر کی خبر بھی لیں

احمد رضا خان بمقابلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰ
ہے زندہ کر رہا ہے مردے خرام احمد رضا خان کا
﴿مدائح اعلحضرت، ص ۲۵﴾

غور فرمائیں اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کس قدر توہین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل تو صرف بیمار شفا پاتے ہیں آؤ دیکھو احمد رضا خان کہ وہ تو پاؤں کی ٹھوکر سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ بلکہ ایک رضا خانی نے تو اپنے پیر کی مدح سرائی میں اس سے بھی بڑھ کر گستاخی کی اور کہتا ہے کہ:

برا دوائے حضرت عیسیٰ بحمد اللہ
دریں اجمیر یک دار الشفاء کردہ ام پیدا
﴿دیوان محمدی ص ۹۰ مطبوعہ آستانہ عالیہ گڑھی شریف خانپور﴾

یعنی معاذ اللہ جو مریض حضرت عیسیٰ علیہ السلام ٹھیک نہ کر سکے اور ان کو لا علاج قرار دے دیا ایسے مریضوں کیلئے ہم نے اجمیر میں ایک شفاء خانہ کھول دیا ہے وہ وہاں ہمارے پیر صاحب کے آستانے پر آئیں اور شفاء پائیں۔

اسی طرح قمر الدین سیالوی صاحب کے ایک مرید ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان الفاظ میں توہین کرتے ہیں

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیے
میرے آقا کے معجزوں نے کئی عیسیٰ بنا دیے
﴿فوز المقال ج ۳ ص ۳۶۴، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ﴾

معاذ اللہ! کس قدر صریح گستاخی ہے، ہے کسی بریلوی میں یہ جرات کہ اس شعر کو لکھنے والے اس کو شائع کرنے والے اس پر سکوت کرنے والوں پر بھی کوئی فتوی لگائے؟ ہرگز نہیں اس

لئے کہ علمائے دیوبند پر فتویٰ لگانے سے ہی تو دال روٹی ملے گی اور اپنوں پر زبان درازی کرنے پر جوتے۔

چوتھا اعتراض: قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ،ص۹)

اس شعر میں حضرت گنگوہیؒ کے کالے غلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی کہا گیا ہے جو ان کی توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

جواب: اس شعر پر اعتراض بھی رضا خانیوں کی جہالت ہے اس لئے کہ اردو محاورات میں یوسف ثانی حسین وجمیل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام چونکہ حضرت کے فیض تربیت سے بہر یاب ہوکر واصل الی اللہ اور عارف باللہ ہو گئے تھے اور ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے اس لئے باوجود یہ کہ ان میں سے بعض کا رنگ ''بلالی'' تھا لیکن پھر بھی ذکر الٰہی کی برکت سے ان کے چہرے چمکتے تھے اور نورانی آنکھیں رکھنے والوں کو ان میں حسن و جمال ہی نظر آتا تھا۔

بریلوی ذرا اپنے گھر کی خبر لیں

احمد رضا خان کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے

پشت آئینہ نہ ہو انباز روئے آئینہ

(حدائق بخشش،حصہ سوم،ص ۲۴)

اس شعر میں کس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین کی گئی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی فزوں تر یعنی زیادہ تھا آئینے کے سامنے والے حصہ کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ کہا گیا اور پشت کو حضرت یوسف علیہ السلام کا تو دونوں کس طرح برابر ہو سکتے ہیں، معاذ اللہ۔

یار گڑھی والے کا خود کو یوسفؑ اور یعقوبؑ کہنا:

یوسفم در چاہ تن ہوم　　　　نیز یعقوبم کہ گریاں من ہوم

(دیوان محمدی،ص ۱۵۹)

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جن کو کنویں میں پھینکا گیا تھا وہ میں ہی ہوں اور حضرت یعقوب علیہ السلام جوان کی جدائی کے غم میں گریاں کرتے تھے وہ بھی میں ہی ہوں معاذ اللہ

پانچواں اعتراض: وہ صدیق تھے وہ فاروق پھر کہے مجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدمبوسی کی گر ٹھانی ہے

اس شعر میں حضرت گنگوہی کو ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کہا گیا ہے کیونکہ صدیق و فاروق ان کا لقب ہے۔(معاذ اللہ)

جواب: جاہل معترض کو چاہئے کہ وہ لغت اٹھا کر صدیق اور فاروق کے معنی دیکھے صدیق کا معنی سچا اور فاروق کا معنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا اور بے شک حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر یہ دونوں صفتیں موجود تھیں۔ ذرا اپنے گھر کی خبر لو:

عیاں شان صدیقی تمہارے صدق و تقوی سے
کہوں اتقی نہ کیوں کہ خیر الاتقیا تم ہو
(مدائح اعلحضرت، ص ۳۰)

اتقی قرآن پاک میں حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوا سیجنبها الاتقی یوتی ماله یتزکی. تمام مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں اتقی سے مراد حضرت صدیق اکبرؓ ہیں مگر یہ رضاخانی کہتا ہے کہ احمد رضا خان تو خیر الاتقیاء تھے اس لئے میں ان کو اتقی کہوں گا۔ ایک اور شعر ملاحظہ ہو

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر اشدآ علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر
(مدائح اعلحضرت، ص ۳۰)

غور فرمائیں مرثیہ کے شعر میں تو صرف فاروق کا لفظ تھا یہاں تو صریح طور پر احمد رضا خان کو حضرت عمر فاروقؓ کے مقابلے میں لا کھڑا کر دیا گیا۔ اور اگلا شعر ملاحظہ فرمائیں قرآن پاک میں اشدا علی الکفار صحابہ کرامؓ کی شان بتلائی گئی مگر رضاخانیوں نے اللہ سے مقابلے کرتے ہوئے یہ آیت احمد رضا خان پر چسپاں کر دی۔

چھٹا اعتراض: زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
شاید اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی (مرثیہ، ص ۵)

اس شعر میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کا بانی ثانی یعنی دوسرا احمد ﷺ کہا گیا کیونکہ اسلام کے بانی تو رسول خدا ﷺ ہی ہیں جو ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

جواب: اس شعر میں ثانی کا لفظ بمعنی مانند اور مماثل کے نہیں جو آپ نبی کریم ﷺ سے تقابل کروا رہے ہیں بلکہ دوم اور دوسرے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس شعر میں حضرت محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ غزوہ احد میں شیطان نے یہ خبر اڑا دی تھی کہ ان محمدا قد قتل اس وقت جو کفار کے لشکر کا سردار تھا اس نے یہ نعرہ بلند کیا اعل ھبل اعل ھبل ہمارے معبود ھبل کا نام اونچا ہو۔ مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں اسی تخیل کا ادا کرنا چاہا کہ:

"باطل کی طرف سے جس طرح اعل ھبل کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانی اسلام ﷺ کے متعلق وہ جھوٹی اور ناپاک خبر اڑائی تھی آج ان ھبل پرستوں کی ذریت قبر پرستوں اور مزار پرستوں کی زبان پر وہی ناپاک نعرہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کا کوئی دوسرا واقعہ پیش آیا ہے کوئی حامی سنت اور ماحی بدعت اس عالم سے اٹھ گیا ہے جو اہل باطل ان کی وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے ہیں۔ تو رسول ﷺ اس خاص معاملے میں پہلے تھے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ اس معاملے میں دوسرے نمبر پر"۔

اگر کسی کو نبی کریم ﷺ کا ثانی کہنا نبی کریم ﷺ کی گستاخی ہے تو قرآن پاک پر کیا فتوی ہے۔ جس میں صدیق اکبرؓ کو نبی کریم ﷺ کا ثانی کہا گیا:

اذا اخرجه الذين كفروا ثاني اثنين اذهما في الغار جب آپ کو مکہ سے نکالا کافروں نے جب آپ دو کے دوسرے تھے (یعنی صدیق اکبر کے دوسرے آپ) جب وہ دونوں غار میں تھے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

دل هذه الاية على فضل ابی بکرؓ من وجوه... الرابع ان الله تعالى سماه ثاني اثنين فجعل ثاني محمد ﷺ حال كونه في الغار والعلماء اثبتوا انه رضى الله تعالى كان ثاني محمد ﷺ في اكثر المناصب الدينية.

﴿تفسیر کبیر، ج ۱۶، ص ۶۶، بیروت﴾

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت پر بچند وجوہ دلالت کرتی ہے۔۔۔ان میں سے چوتھی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ثانی اثنین کہا پس برفاقت غار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا ثانی قرار دیا گیا اور علماء کرام نے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دینی مراتب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے ثانی تھے۔

رضا خانی ہمت کریں اور لگائیں ایک عدد فتویٰ امام فخر الدین رازیؒ کے ساتھ من جملہ ان بہت سے علماء کرام پر جنہوں نے بہت سے امور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو نبی کریم ﷺ کا ثانی کہا۔

رضا خانی اپنے گھر کی خبر لیں:

آپ کی کیا کرے کوئی مدحت تائب غوث دریائے رحمت

آپ کی ذات عکس پیمبر سیدی مرشدی اعلٰحضرت

(تجلیات امام احمد رضا، ص ۱۶۷)

معاذ اللہ یہاں احمد رضا خان کو نبی کریم ﷺ کا عکس کہا جا رہا ہے کہ جس طرح آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر آدمی کو اپنا عکس نظر آتا ہے اس طرح جب تم نبی کریم ﷺ کو دیکھو گے تو تمہیں وہ احمد رضا خان نظر آئیں گے اور جب احمد رضا خان کو دیکھو گے تو تم کو نبی کریم ﷺ کا چہرہ نظر آئے گا۔ العیاذ باللہ۔ ایک اور غالی بریلوی مرید اپنے پیر کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

وہی جلوہ جو فاراں پر ہوا احمد کی صورت میں

اسی جلوے کو پھر میاں کیا مٹھن کی گلیوں میں

(دیوان محمدی، ص ۱۹۱)

معاذ اللہ یعنی آج سے چودہ سو سال پہلے جو ہستی فاراں کی چوٹیوں پر نمودار ہوئی تھی یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ وہی ذات اور اسی ذات کے جلوے آج چودہ سو سال بعد کوٹ مٹھن کی گلیوں میں میرے پیر یعنی پیر فرید کی شکل میں جلوہ آراء ہے۔ رضا خانیوں کو اپنے گھر کی یہ گستاخیاں نظر نہیں آتیں جو وہ دوسروں پر بلا وجہ گستاخی گستاخی کے فتوے داغتے ہیں۔

ساتواں اعتراض: تمہاری تربت انور کو دیگر طور سے تشبیہ

کبھو ں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی (مرثیہ ص ۱۳)

اس شعر میں حضرت گنگوہی کی قبر کو طور سے تشبیہ دی گئی اور ان کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا گویا گنگوہی صاحب دیو بندیوں کا خدا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی طور پر جا کر اللہ سے یہی خواہش کی تھی کہ ارنی۔

جواب: اس شعر پر اعتراض بھی بریلویوں کی جہالت کا شاخسانہ ہے۔ ہر زبان میں بات سمجھانے کیلئے تشبیہات کا استعمال کیا جاتا ہے مثلاً جب آپ کسی کی بہادری سے متاثر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ فلاں شیر جیسا ہے یا کسی کی خوبصورتی بیان کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ فلاں چاند جیسا ہے۔ تو اب اس میں صرف اس کی کسی مخصوص صفت کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تشبیہ من کل الوجوہ مراد نہیں ہوتی کہ فلاں آدمی جس کو شیر یا چاند سے تشبیہ دی گئی ہے اس کے شیر جیسے دانت ہیں ایک دُم ہے، چار ٹانگیں ہیں اور اس کا چہرہ چاند جیسا گول ہے۔ غرض تشبیہ صرف کسی خاص پہلو سے ہوتی ہے نہ کہ من کل الوجوہ۔

(مطول، مختصر المعانی، دروس البلاغہ وغیرھم)

اسی طرح اس شعر میں جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کو طور سے تشبیہ دے کر ارنــــی کا جملہ استعمال کیا گیا اس سے مقصود صرف اس بات کا بیان کرنا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر گئے اور خدا سے عرض معروض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کا دیدار کروں آپ کو دیکھوں مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا دیدار نہ کر سکے۔ اسی طرح آپ کی قبر پر آ کر میرا دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر میں آپ کا چہرہ انور دیکھ لوں بار بار بے ساختہ میری زبان سے نکل رہا ہے کہ ارنی مجھے اپنا دیدار کرائے جس طرح جب آپ زندہ تھے تو میں آپ کے دیدار سے مشرف ہوتا تھا۔ مگر اب آپ کی وفات کے بعد میرا یہ مطالبہ کرنا ایک نادانی ہی ہے کیونکہ اب آپ اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور اب آپ سے مثل زندوں کے دیدار کی خواہش کرنا نادانی ہے کہ گئے لوگ واپس نہیں لوٹتے۔

بریلوی اپنے گھر کی خبر لیں

قارئین کرام آئیے ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ اصل میں اپنے پیروں کو اپنا خدا ماننے والے یہ بریلوی بد بخت ہی ہیں۔ یار محمد گڑھی والا اپنے پیر کی مدح سرائی کرتے

ہوئے کہتا ہے کہ:

خدا کو ہم نے دیکھا سدا محسن کی گلیوں میں
خدا بے پردہ ہے جلوہ نما محسن کی گلیوں میں
(دیوان محمدی، ص ۱۹۱)

صورت رحمان ہے تصویر میرے پیر کی
علم القرآن ہے تقریر میرے پیر کی
کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی
(دیوان محمدی، ص ۲۰۱)

آٹھواں اعتراض: مرثیہ گنگوہی کے کئی اشعار میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے استعانت طلب کی گئی ہے۔

جواب: ہم شرعی استعانت اور بزرگان دین کے وسیلے کے منکر نہیں۔ اس لئے پہلے ہمارا عقیدہ اچھی طرح سمجھو اس کے بعد اعتراض کرو۔ مزید تفصیل کیلئے امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دل کا سرور''، ''گلدستہ توحید'' اور ''تسکین الصدور'' کا مطالعہ کرو۔

نواں اعتراض: مرثیہ گنگوہی پر علمائے دیوبند نے بھی فتوے لگائے ہیں۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ فتوے ہمیں تسلیم نہیں کیا پتہ آپ نے اپنے گھر سے بنا لئے ہوں جبکہ آپ جعلی فتوے بنانے میں ماہر ہیں اور آپ کے اپنے لوگوں نے اس کو تسلیم بھی کیا ہے۔ بصورت تسلیم جواب یہ ہے کہ رضا خانی حضرات نے استفتاء کا سوال یوں بنایا:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چند دن ہوئے یہاں ایک عرس ہوا اس میں ایک نعت خواں نے یہ شعر کہا،

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے اجمیر کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی علماء دیوبند کی نظر میں۔ ص: ۲۰)

اب ظاہر ہے کہ یہاں یہی تاثر دیا گیا کہ یہ شعر کہنے والا کوئی مشرک رضا خانی عام جاہل نعت خواں ہے کیونکہ یہاں واضح طور پر عرس کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اب رضا خانی حضرات نے

یہ دھوکا دیا کہ یہ اشعار عرس پر مزارات پر سجدہ کرنے والے جاہل مشرک رضاخانیوں نے پڑھا ہے اور جب اعراس پر ہونے والے غیر شرعی افعال اور ان میں شرکت کرنے والے مشرک و جاہل لوگوں کو سامنے رکھ کر علماء نے فتوی دیا تو رضاخانیوں نے یہ شور مچادیا کہ یہ اشعار تو علمائے دیوبند کے ہیں۔ یہ ہے رضاخانیوں کی خیانت اور دھوکہ بازی کی مختصر تفصیل۔ اب یہاں اس کا مختصر جواب بھی پڑھ لیں۔ اگر رضاخانی حضرات نے مختصر المعانی یا تلخیص المفتاح یا مطول وغیرہا کو پڑھا ہوتا تو ان کی عقل میں بات آجاتی مگر علم سے کورا ہونے کی وجہ سے معترض ہوئے۔ مختصر المعانی میں اسناد حقیقی ومجازی کی تفصیل میں ایک مثال پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے:

انبت الربیع البقل کہ موسم بہار نے فصل اگائی۔ اب یہ حقیقی معنی پر بھی محمول ہوسکتا ہے اور مجازی بھی۔ اگر کافر کہے گا تو یہ اسناد حقیقی ہے یعنی اس کا عقیدہ ہے کہ موسم بہار نے فصل وغیرہ کو اگایا۔ اور اگر مسلمان کہے گا تو یہ اسناد مجازی ہوگی کہ اللہ نے موسم بہار کے ذریعے اگایا۔ تو یہ اسناد مجازی ہوگئی کہ یہ اگانا بہار کی طرف جو منسوب ہے وہ محض مجازی طور پر ہے چونکہ موسم بہار کے آنے سے فصل ظاہر ہوئی تو اس کی طرف نسبت کردی گئی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: مختصر المعانی مع الحاشیہ۔ ص:۵۲۔۵۷۔

بہرحال ثابت ہوا کہ کافر کرے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا اگر وہی بات مسلمان کرے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا اکابر واسلاف میں یہ مسلم ہے اور خود رضاخانیوں کو بھی یہ بات مسلم ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ اب دیکھئے اگر ان اشعار کو رضاخانی کہے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا کہ ان کے عقائد میں شرک بھرا ہوا ہے اور اگر سنی دیوبندی مسلمان بلکہ مسلمانوں کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کہیں گے تو مطلب اور بات کچھ اور ہوگی۔ چنانچہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز جناب مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم کے حالات زندگی میں لکھا گیا ہے:

''ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے حضرت شیخ الجامع علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فارسی شعر کی بابت استفسار کیا تو حضرت نے فرمایا غلط ہے ان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شعر فلاں شخصیت کا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ موؤل ہے یعنی اس کی تاویل لازم ہے''۔

(شیخ الاسلام محدث گھوٹوی۔ص:۲۸۱)

تو معلوم ہوا کہ شاعر کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا یعنی اگر شاعر بدعقیدہ ہو جیسا کہ بریلوی حضرات ہیں تو پھر فتاوی جات یونہی سخت ہونے چاہئے اور اگر شیخ الہند جیسا متبحر عالم ہو تو پھر معنی ومطلب حسن شعر پر معمول کیا جائے گا اور شعر کی تاویل کی جائے گی۔ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو اشرف سیالوی رضا خانی شکست خوردہ مناظرہ جھنگ لکھتا ہے:

''علامہ طیبی نے حدیث رسول ﷺ تمسک بسنة خیر من احداث بدعة یعنی سنت نبوی کالازم پکڑنا بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے کے تحت یوں کہہ دیا سنة قذرة یعنی گھٹیا سنت علامہ ابن حجر مکی نے اس عبارت پر ردوقدح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس شخص کا علم اور صاحب تحقیق ہونا اور نبی اکرم ﷺ سے عقیدت ومحبت سے سرشار ہونا ہمیں معلوم نہ ہوتا۔۔۔۔تو اس کلمہ کی وجہ سے اس پر بہت بڑا سنگین فتوی اور کلمہ شرعی عائد کیا جاتا''۔(مناظرہ جھنگ۔ص:۲۸۲)

قارئین کرام!اس سے معلوم ہوا کہ رضا خانی حضرات کا اصول یہ ہے کہ صاحب تحقیق اور صاحب علم اور عشق ومحبت سے سرشار آدمی بات کرے تو تاویل کی جائے گی ورنہ فتوی لگایا جائے گا۔تو پھر ہمیں کہنے دیجئے کہ شیخ الہند کا صاحب تحقیق ہونا اور علم سے سرشار وعشق و محبت میں مستغرق ہونا مسلم ہے لہٰذا اگر ایسا شخص کوئی بات کرے تو چونکہ وہ مشرک نہیں اور شرک کے جراثیم میں ڈوبا ہوا نہیں تو اس کے کلام کی توجیہ اس کے مقام کو دیکھ کر کی جائے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض کوئی بزرگ اور صاحب تحقیق کوئی غیر شرعی بات کر بھی دے تو حتی الامکان اسے اچھے معنی پر محمول کیا جائے گا اشرف سیالوی کے اس ایک حوالے ہی سے الحمد للہ علمائے دیوبند پر رضا خانیوں کی طرف سے کئے جانے والے تمام اعتراضات کا اصولی جواب بھی ہو گیا۔الحمد للہ۔

باقی خود رضا خانی علماء واکابر پر رضا خانیوں کے کفر وگمراہی کے فتووں کو پڑھنے کیلئے حضرت علامہ ابوایوب قادری صاحب کی کتاب ''دست وگریبان''مطبوعہ دار النعیم اردو بازار لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔

دسواں اعتراض: حضرت گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں امام حسینؓ کے مرثیہ کو جلا دینے کا حکم دیا اور خود مرثیہ گنگوہی کے مرثیے پڑھ رہے ہو۔

جواب: وہاں صرف امام حسینؓ کے مرثیہ کو جلانے کا حکم نہیں دیا بلکہ خاص ان مرثیوں کے بارے میں حکم ہے جو تعزیوں میں پڑھے جاتے ہیں جو غیر شرعی اشعار اور احادیث موضوعہ و عقائد باطلہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مناقب و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو فی نفسہ حسن و محمود ہے۔ خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم۔ اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں مرثیہ مشہور ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی''۔ (رسالہ تعزیہ داری۔ ص۱۲)

معلوم ہوا کہ مرثیہ وہی ممنوع ہے جو روایات کاذبہ وخرافات پر مشتمل ہو ورنہ جائز۔ حدیث میں اشعار پڑھنے پر سخت وعید آئی ہے مگر سب نے اسے غیر شرعی اشعار پر محمول کیا اور سلف واکابر اشعار پڑھتے ہوئے آئے ہیں۔ یہاں بھی اسی فرق کو ملحوظ رکھا جائے۔

الحمد للہ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ رضاخانی حضرات کے مرثیہ گنگوہی پر مشہور اعتراضات کے جوابات دے دیے ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں کوئی اور اشکال یا اعتراض ہو تو وہ بھی پیش کر دیں انشاء اللہ اس کا بھی جواب دے دیا جائے گا۔

جمعیت اہل السنت والجماعت پاکستان بھر میں رد بریلویت پر کام کرنے والے افراد و جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ جمعیت کے مخلص و بے لوث کارکنان، مبلغین، مناظرین ومقررین جہاں تبلیغ و مناظرے کے میدان میں بریلویت کا تعاقب کر رہے ہیں تو دوسری طرف جمعیت کا شعبہ نشر و اشاعت تصنیف و تالیف کے میدان میں اصلاح عقائد و اعمال و رد بدعت و شرک کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں اب تک ۵ مطبوعات شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں:

(۱) رضا خانیت پر چار حرف (۲) پاگلوں کی کہانی (۳) کفر ایمانی (۴) فرقہ لاثانی سرکار کے عقائد و نظریات (۵) مرثیہ گنگوہی پر اعتراضات کا جائزہ

مزید کتابوں کی اشاعت کیلئے کوششیں جاری ہیں۔ اسکے علاوہ جمعیت کے ذیلی ادارے ''ادارہ نور سنت کراچی'' کے زیر اہتمام ہر دو ماہ بعد بدعت شکن مجلہ ''نور سنت'' شائع ہوتا ہے جسکے دو خصوصی شماروں مناظرہ جھنگ نمبر و ترجمہ کنزالایمان نمبر کی اشاعت کے بعد آل بدعت کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ جماعت اس شعبے کو مزید وسعت دینا چاہتی ہے اگر آپ جماعت کے ساتھ کسی بھی قسم کا قلمی، مالی، علمی تعاون کرنا چاہتے ہیں تو

اس نمبر پر رابطہ کریں: 03332405284

اسٹاکسٹ:

مکتبہ شاہ نفیس

40-اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37062763